ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق　　ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

بنظرِ کرم
آفتاب علم و حکمت
پیر طریقت رہبر شریعت
حضرت پیر محمد علاؤالدین صدیقیؒ
نیریاں شریف

بنظرِ کرم
پیر طریقت رہبر شریعت
پیر محمود اختر نقشبندی قادری
آستانۂ عالیہ منیاندہ شریف

مسلسل اشاعت کا چودھواں سال

ماہنامہ
مجلہ

کرمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مدیر اعلیٰ
خلیفہ حاجی محمد شریف نقشبندی

نائب مدیر
محمد عاصم شریف نقشبندی

فہرست مضامین

حمدِ باری تعالیٰ 2
نعت رسول مقبول ﷺ 3
القرآن 4
الحدیث 6
من کی دنیا 9
ماہ شوال المعظم کی خصوصیت 12
یومِ جمعہ کی اہمیت 15
سید الشہداء حضرت سیدنا حمزہؓ 19
ایمان کے دو حصّے: محبت اور اطاعت 22
خوابوں کے متعلق اسلامی نقطہ نظر 26
غزوہ اُحد 29
تعزیت 32

مجلس مشاورت

○ ڈاکٹر سیّد محمد عبدالرحمٰن شاہ
اسسٹنٹ پروفیسر
یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی (ٹیکسلا)

○ محمد نعیم الدین الازہری
ڈپٹی ایچ او ڈی شعبہ عربی،
الکرم انسٹیٹیوٹ، بھیرہ شریف

○ محمد شاہد خان الازہری
ایم فل، ریسرچ سکالر الازہر یونیورسٹی، مصر

○ محمد ثاقب شریف الازہری
ایم فل، ریسرچ سکالر الازہر یونیورسٹی، مصر

قیمت فی مجلّہ 25 روپے　　سالانہ چندہ 250 روپے

Gmail: karm-e-mustafa@gmail.com

انچارج کمپوزنگ اینڈ سرکولیشن　عبدالرحمٰن صدیقی : 0301-6748516

حمدِ باری تعالیٰ

پیشِ نگاہ خاص و عام، شام بھی تو، سحر بھی تو
جلوہ طراز اِدھر بھی تو، روح نواز اُدھر بھی تو

ایک نگاہ میں جلال، ایک نگاہ میں جمال
منزلِ طور پر بھی تو، مسندِ عرش پر بھی تو

عجز و نیاز بندگی تیری نوازشوں سے ہے
حاکمِ ہر دعا بھی تو، بارگہِ اثر بھی تو

پردۂ شب میں ہے نہاں، نورِ سحر میں ہے عیاں
آپ ہی پردہ دار بھی، آپ ہی پردہ در بھی تو

تیرا عروج سرمدی، تیرا بیان زندگی
رفعتِ لامکاں بھی تو، عظمتِ بام و در بھی تو

تو ہی ہے کائناتِ راز، تو ہی ہے رازِ کائنات
تو ہی محیطِ ہر نظر، مرکزِ ہر نظر بھی تو

بندہ ترا نثار ہے ذات و صفات پر تری
قلبِ صبا تو ہی تو، جانِ دل و جگر بھی تو

صبا اکبر آبادی

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اے رسول امیں ،خاتم المرسلیں تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق و یقیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

ابراہیمی و ہاشمی خوش لقب، اے تو عالی نسب،اے تو والا حسب
دُودمانِ قریشی کے دُرِ ثمیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

دست قدرت نے ایسا بنایا تجھے،جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے
اے ازل کے حسیں، اے ابد کے حسیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

بزمِ کونین پہلے سجائی گئی، پھر تیری ذات منظر پہ لائی گئی
سیدالاولیں، سیدالآخریں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

تیرا سکہ رواں کل جہاں میں ہوا، اس زمیں میں ہوا آسماں میں ہوا
کیا عرب کیا عجم،سب ہیں زیرِ نگیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

تیرے انداز میں وسعتیں فرش کی، تیری پرواز میں رفعتیں عرش کی
تیرے انفاس میں خلد کی یاسمیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

سدرۃ المُنتہیٰ رہ گذر میں تری، قاب قوسین گردِ سفر میں تری
تو ہے حق کے قریں، حق ہے تیرے قریں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

مصطفیٰ، مُجتبیٰ تیری مدح و ثناء،میرے بس میں نہیں،دسترس میں نہیں
دل کو ہمت نہیں، لب کو یارا نہیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

کوئی بتلائے کیسے سراپا لکھوں، کوئی ہے! وہ کہ میں جس کو تجھ سا کہوں
توبہ توبہ! نہیں کوئی تجھ سا نہیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

چار یاروں کی شانِ جلی ہے بھلی،ہیں یہ صدیق،فاروق،عثمان، علی
شاہد عدل ہیں یہ ترے جانشیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

اے سراپا نفیس انفسِ دو جہاں، سرورِ دلبراں دلبرِ عاشقاں
ڈھونڈتی ہے تجھے میری جانِ حزیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

القرآن

وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَ لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَ مَنْ حَوْلَهَاؕ وَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ﴿۹۲﴾

ترجمہ: کنزالایمان: اور یہ ہے برکت والی کتاب کہ ہم نے اُتاری تصدیق فرماتی ان کتابوں کی جو آگے تھیں اور اس لیے کہ تم ڈر سناؤ سب بستیوں کے سردار کو اور جو کوئی سارے جہان میں اس کے گرد ہیں اور وہ جو آخرت پر ایمان لاتے ہیں اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں اور اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔

ترجمہ کنزُالعِرفان: اور یہ برکت والی کتاب ہے جسے ہم نے نازل فرمایا ہے، پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور اس لئے (اتری) تاکہ تم اس کے ذریعے مرکزی شہر اور اس کے ارد گرد والوں کو ڈر سناؤ اور جو آخرت پر ایمان لاتے ہیں وہی اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں اور وہ اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔

{وَ هٰذَا كِتٰبٌ: اور یہ کتاب ہے۔} یہاں قرآنِ پاک کے بارے میں فرمایا کہ یہ قرآنِ پاک برکت والی کتاب ہے جسے ہم نے نازل فرمایا ہے۔ یہ پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے اور ہم نے اسے اس لئے نازل فرمایا کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اس کے ذریعے مرکزی شہر مکہ مکرمہ اور اس کے ارد گرد والوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عذاب کی خبریں دو۔)

وَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ: اور جو آخرت پر ایمان لاتے ہیں۔} ارشاد فرمایا کہ جو لوگ آخرت اور اس میں موجود انواع واقسام کے عذابات پر ایمان لاتے ہیں وہی اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں کیونکہ وہ برے انجام سے ڈرتے ہیں اور یہی خوف انہیں غورو فکر کرنے پر ابھارتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور قرآنِ مجید پر ایمان لانے والے اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔(روح البیان، الانعام، تحت الآیۃ: ۹۲، ۳/ ۶۴)

یہاں نماز کو بطورِ خاص اس لئے ذکر کیا گیا کہ یہ ایمان کے بعد سب سے اعلیٰ عبادت ہے اور جب بندہ تمام ارکان و شرائط کے ساتھ اس کی پابندی کرتا ہے تو دیگر عبادات اور طاعات کی پابندی کرنا بھی شروع کر دیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآنِ مجید پر ایمان لانے کا ایک تقاضا یہ ہے کہ پانچوں نمازیں ان کے تمام ارکان و شرائط کے ساتھ پابندی سے ادا کی جائیں اور ان کی ادائیگی میں کسی طرح کی سستی اور کاہلی سے کام نہ لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس تقاضے پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔

الحدیث

حضور سے توسل اور نماز حاجت

۲۸۲۔عن ابی اُمامة بن سهل بن حنيف رضی الله تعالیٰ عنه: اِن رجلا كان يختلف الی عثمان بن عفان رضی الله تعالیٰ عنه فی حاجة له، فكان عثمان لا يلتفت اليه ولا ينظر فی حاجته، فلقی عثمان بن حنيف فشكی ذٰلک اليه، فقال له عثمان بن حنيف: اِئت الميضاة فتوضا ثم ائت المسجد فصل فيه ركعتين ثم قل: اللهم اِنی اسئلک و اتوجه اليک بنبينا محمد صلی الله تعالیٰ عليه وسلم ،نبی الرحمه، يا محمد! اِنی اتوجه بک اِلی ربی فتقضی لی حاجتی، وتذكر حاجتک و رح حتی اروح معک، فانطلق الرجل فصنع ما قال له، ثم اتی عثمان بن عفان رضی الله تعالیٰ عنه، فجاء البواب حتی اخذ بيد ه، فادخله علی عثمان بن عفان رضی الله تعالیٰ عنه فاجلسه معه علی الطنفة، فقال: حاجتک، فذكر حاجته وقضاها له ثم قال له، ما ذكرت حاجتک حتی كا ن الساعة وقال: ماكانت لک من حاجة فاذكرها، ثم اِن الرجل خرج من عند ه فلقی عثمان بن حنيف، فقال له: جزاک الله خير ا، ما كان ينظر فی حاجتی ولا يلتفت اِلی حتی كلمته فی، فقال عثمان بن حبيف: والله ما كلمته، ولكنی شهدت رسول الله صلی الله وسلم واتاه ضرير، فشكی اليه ذهاب بصره، فقال له النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم: فتصبر ه، فقال: يا رسول الله!ليس لی قائد وقد شق علی۔ فقال النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم: اِئت الميضاة فتوضا ثم صل ركعتين ثم ادع بهذه الدعوات، قال اِبن حنيف: والله ما تفرقنا، وطال بنا الحديث حتی دخل علينا الرجل كانه لم يكن به ضرقط۔

حضرت ابو امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک حاجت مند اپنی حاجت کیلئے امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آتا جاتا، امیر المؤمنین نہ اسکی طرف التفات کرتے نہ اسکی حاجت پر نظر فرماتے، اسنے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس امر کی شکایت کی۔ انھوں نے فرمایا: وضو کر کے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ پھر یوں دعا مانگ، الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نبی رحمت کے وسیلے سے توجّہ کرتا ہوں، یارسول اللہ میں حضور کے توسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت

روا فرمائے اور اپنی حاجت کا ذکر کر۔ شام کو پھر میرے پاس آنا کہ میں تیرے ساتھ چلوں۔ حاجتمند نے یوں ہی کیا، پھر آستانہ خلافت پر حاضر ہوا۔ دربان آیا اور ہاتھ پکڑ کر امیر المؤمنین کے حضور لے گیا۔ امیر المؤمنین نے اپنے ساتھ مسند پر بٹھایا، مطلب پوچھا، عرض مطلب بیان کیا: فوراً روا فرمایا اور ارشاد کیا اتنے دنوں میں اس وقت تم نے اپنا مطلب بیان کیا، پھر فرمایا: جو حاجت تمہیں پیش آیا کرے ہمارے پاس چلے آیا کرو۔ یہ شخص وہاں سے نکل کر حضرت عثمان بن حنیف سے ملا اور کہا، اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے، امیر المؤمنین میری حاجت پر نظر اور میری طرف التفات نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ نے ان سے میرے بارے میں عرض کی۔ عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم میں نے تو تیرے معاملہ میں امیر المؤمنین سے کچھ نہ کہا۔ مگر ہوا یہ کہ میں نے سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو دیکھا کہ حضور کی خدمت اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور نابینائی کی شکایت کی۔ حضور نے یوں ہی ارشاد فرمایا: کہ وضو کرکے دو رکعت پڑھے پھر یہ دعا کرے۔ خدا کی قسم ہم اٹھنے نہ پائے تھے باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آیا، گویا کبھی اندھا نہ تھا۔

(۲) امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

ایھا المسلمون، حضرات منکرین (توسل) کی غایت دیانت سخت محل افسوس و عبرت، اس حدیث جلیل کی عظمت رفیعہ وجلالت منیعہ اوپر معلوم ہوچکی اور اس میں ہم اہلسنّت وجماعت کے لیے جواز استمداد والتجا، وہنگام توسل ندائے محبوبان خدا کا بحمد اللہ کیسا روشن وواضح وبیّن ولائح ثبوت جس سے اہل انکار کو کہیں مفر نہیں۔ اب انکے ایک بڑے عالم مشہور نے باوجود اس قدر دعویٰ بلند علم وتدین کے اپنے مذہب کی حمایت بے جا میں جس صریح بے باکی وشوخ چشمی کا کام فرمایا ہے انہیں اس سے شرم چاہئے تھی۔ حضرت نے حصن حصین شریف کا ترجمہ لکھا۔ جب اس حدیث پر آئے اسکی قاہر شوکت عظیم عزت نے جرات نہ کرنے دی کہ نفس متن میں اسپر طعن فرمائیں، اور ادھر پاس مشرب، ناخن بدل، جوش عصبیّت، تاب گسل ناچار حاشیہ کتاب پر یوں ہجوم ہموم کی تسکین فرمائی کہ۔

ایک راوی ایں حدیث عثمان بن خالد بن عمر بن عبد اللہ متروک الحدیث ست چنانکہ در تقریب موجود ست وحدیث راوی متروک الحدیث قابل حجّت نمی شود۔ انّا للہ وانّا الیہ رٰجعون،

انصاف و دیانت کا تو یہ مقتضی تھا کہ جب حق واضح ہو گیا تھا تو تسلیم فرمالیتے۔ ارشاد مفترض الانقیاد حضور پر نور سیّد الانبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ الامجاد کی طرف رجوع لاتے نہ کہ خواہی نہ خواہی بزور تحریف ایسی صحیح رجیح حدیث کو جس کی اس قدر ائمۂ محدّثین نے یک زبان تصحیح فرمائی۔ معاذاللہ ساقط و مردود قرار دے دیجئے۔ اور انتقام خدا و مطالبۂ حضور سیّد روز جزا علیہ افضل الصلوٰۃ والثناء کا کچھ خیال نہ کیجئے۔ اب حضرات منکرین کے تمام ذی علموں سے انصاف طلب کہ اس حدیث کا راوی عثمان بن خالد بن عمر بن عبد اللہ متروک الحدیث ہے جس سے ابن ماجہ کے سوا کتب ستّہ میں کہیں روایت نہیں۔ یا عثمان بن عمر بن فارس عبدی بصری ثقہ، جو صحیح بخاری صحیح مسلم وغیرھما جو تمام صحاح کے رجال سے ہیں۔ کاش اتنا ہی نظر فرمالیتے کہ جو حدیث کئی صحاح میں مروی اسکا مدار روایت وہ شخص کیوں کر ممکن جو ابن ماجہ کے سوا کسی کے رجال سے نہیں۔ وائے بے باکی مشہور و متداول صحاح کی حدیث جن کے لاکھوں نسخے ہزاروں بلاد میں موجود ان کی اسانید میں صاف صاف "عن عثمان بن عمر" مکتوب، پھر کیا کہا جائے کہ ابن عمر کا ابن خالد بنالینا کس درجے کی حیا و دیانت ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ امام منذری نے ترغیب میں فرمایا، طبرانی نے اس حدیث کی متعدّد سندیں ذکر کر کے فرمایا کہ حدیث صحیح ہے۔ فتاویٰ رضویہ ۵۲۹،۵۳۰/۳

۲۸۲۔ المعجم الکبیر للطبرانی، ۳۱/۹ ☆ دلائل النبوۃ للبیہقی، ۱۶۷/۶
الترغیب والترہیب للمنذری، ۴۷۳/۱ ☆ المعجم الصغیر للطبرانی، ۱۸۳/۱

من کی دنیا

المسکین حاجی محمد شریف نقشبندی مہتمم ادارہ ھٰذا

تنِ بے روح سے بیزار ہے حق
خدائے زندہ زندوں کا خدا ہے

عصرِ حاضر میں جس طرف بھی نظر دوڑائی جائے۔ پیکر خاکی طلب دنیا میں مارا مارا پھر رہا ہے۔ نفسا نفسی کا عالم ہے۔ حضرتِ انسان حصول دنیا کے لیے جتنی تگ و دو کرتا ہے دنیا اتنی ہی دور بھاگتی چلی جا تی ہے دِل پریشان روح بے سوز باطن پراگندہ، چہرے پر مرجھاہٹ، قدم راہِ حق پر چلتے ہوئے، لرزاں، دامن تہی، کشتی زیست سمندر دنیا کے بے رحم تھپیڑوں کی زد میں ہچکولے کھا رہی ہے۔ انسان، انسان کا دشمن ہو چکا ہے۔ ہر طرف افرا تفری کا عالم ہے، دوڑنے والے کو اپنی منزل کا پتا ہی نہیں۔ مسافر کو سلامتی سے گھر واپسی کا یقین ہی نہیں۔ مرنے اور مارنے والا دونوں وجہِ موت سے ناآشنا، لوٹنے والے کا کوئی فریا درس نہیں عدل و انصاف کا فقدان، رحمدلی کا فقدان، ابن آدم کا ابن آدم کے ساتھ غیر فطری، غیر انسانی سلوک، اطراف میں فتنے ہی فتنے، نہ عزت محفوظ نہ مال محفوظ، نہ جان محفوظ نہ مراتب کا خیال، نہ پاس ادب، نہ اچھے برے کی تمیز، نہ بڑوں کا ادب نہ قبور کا احترام، خون مسلم پانی کی طرح سستا، کلمہ گو کلمہ گو کو ذبح کر رہا ہے۔

بد تمیزی اور بے حیائی کا طوفان جو تھمتے ہی نہیں جا رہا ہے۔ یہ وہ افعال ہیں زمانہ جن کی زد میں ہے زمانہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ آئے پھر کوئی مجدد الف ثانیؒ، آئے پھر کوئی غوث الاعظمؒ، آئے پھر کوئی محی الدّین چشتیؒ، آئے پھر کوئی داتا علی ہجویریؒ جو دلوں کو زندہ کر دے۔ روحوں کو تڑپا دے، پیشانیوں کو بارگاہِ حق میں جھکا دے۔

بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہِ راست دکھائے، بھٹکے ہوئے آہوں کو پھر سُوئے حرم لے چلے۔ناقہ بے زمام کو قافلۂ عشق و محبت کی قطار میں لگائے، نفرت مٹا کر محبت غالب کر دے، دلوں کو طمانیت کی دولت میسر آئے، ظاہر اور باطن کو محبتِ رسول ﷺ سے نکھار میسر آئے،اور قدموں کو راہِ حق پر استقامت نصیب ہو،عبادت میں چاشنی پیدا ہو،رجوع الی اللہ نصیب ہو،دامن مصطفی ﷺ دوبارہ گرفت میں آئے،اولیاء اللہ سے محبت پیدا ہو،ذکر و فکر کے اندر کیفیت پیدا ہو،انسان کے لیے باعث سکون بن جائے،باہمی محبت و اخوت کا ماحول پیدا ہو،انسانیت سکھ کا سانس لے، قول و فعل کا تضاد مٹ جائے۔

ظاہر اور باطن ایک ہو جائے،دل اور زبان میں رفاقت ہو جائے، نظر میں حیاء آجائے،پیشانی تواضع کی علامت بن جائے،ہاتھوں میں سخا،دلوں میں سرور،سانسوں میں اسی کی یاد بس جائے، تیغِ آہن کی بجائے تیغِ عشق کا چلن عام ہو جائے،انسانی قدریں بحال ہو جائیں،زمانہ سکون کا سانس لے، نیکیوں سے فتنے فرو ہو جائیں،عوام و خواص ایک باوقار زندگی بسر کرنے کے قابل ہو جائیں،عزتیں محفوظ ہو جائیں ،اربابِ اختیار حقیقی خادمِ خلق بن جائے، ہر طرف ذکر اللہ کا بحال ہو جائے، درود و سلام کی پکار بحال ہو جائے،امت مسلمہ یک دل و قلب کی مثال بن جائے، امت عظمتِ رفتہ کو پھر پالے ایسا کیونکر ممکن ہے۔

بندۂ خدا تو پھر واپس بارگاہِ رسالت مآب ﷺ سے دوبارہ سبق لے دامنِ مصطفی ﷺ سے دوبارہ وابستہ ہو،غلامانِ مصطفی ﷺ کا احترام کر، اولیاء کی بارگاہ میں حاضر ہو، تاکہ امور زندگی سے آشنا ہو جائے۔

تو برائے وصل کردن آمدی نے برائے فصل کردن آمدی

ترجمہ:۔(تو جوڑنے کیلئے آیا نہ کہ توڑنے کیلئے)

واپس مدینۂ نبی ﷺ کی طرف لوٹ تیرے مرض کا علاج سوائے اس درگاہ کے نہیں ہے۔ اپنے بھولے ہوئے پیغام کو پھر یاد کر، محبتِ رسول ﷺ سے سینہ کو بھرپور کر، سنتِ مطہرہ کا دامن تھام لو،بقول شخصے کاملے:۔

خلاف پیغمبر کے راگزید

کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

جس منزل کا تو متلاشی ہے وہ درِ رسول ﷺ سے گزر کر ہی ہو گی، ملک کی حکمرانی کی طلب میں جو تو مارا مارا پھر رہا ہے، آ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں بقول عارف باللہ:

ہر کہ عشق ِ مصطفی سامانِ اوست

بحر و بر در گوشۂ دامان ِ اوست

تو ایک ملک کی بات کرتا ہے عشقِ مصطفی ﷺ کی نعمت تیرے باطن میں رچ بس گئی تو تُو خشکی اور تری کا بادشاہ بن جائے گا۔ دوستانِ حق کی محفل میں آ کیونکہ

یک زمانہ ُ صحبتِ اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریاء

کیونکہ ان نفوس قدسیہ کی ایک لمحہ کی صحبت صد سالہ عبادت سے بہتر ہے۔ محبت امن، اخوت، سرور، کیفیت، تمانیت، قلب و روح، عجز و شرافت، حضور قلب و نظر زباں کی پاکیزگی کا اگر تو طالب ہے تو پھر کسی بوریہ نشین صاحب دل کی بارگاہ میں چل جہاں سے ملنے والی کیفیت کا اظہار الفاظ کا پیمانہ نہیں بلکہ دل کا پیمانہ ہی ماپ سکتا ہے ذکر اللہ کے دائرے میں آ، درود پاک کے نورانی ہالہ میں آ، نفرت چھوڑ محبت کی دنیا میں آ، قرآن سے رشتہ جوڑ، اسمِ ذات کے نور سے ظاہر و باطن کو مزین کر، صحبتِ صالح کو ہرگز ترک نہ کر، شریعت و طریقت کے امتزاج سے مستعارِ زیست کو منوّر کر، قبل ازیں عشق و محبت کا کوئی مکتب تلاش کر رب تعالیٰ تجھے سعادتِ دارین نصیب فرمائے۔ آمین۔

ماہ شوال المعظم کی خصوصیت

ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔

”وہی ہے جس نے سورج کو روشنی کا منبع بنایا اور چاند کو اس سے روشن کیا اور اس کے لئے منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کا شمار اور اوقات کا حساب معلوم کر سکو یہ اللہ نے سب کچھ پیدا نہیں فرمایا مگر تدبیر کے ساتھ۔“ دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے۔

وہی ذات ہے کہ جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے پیچھے گردش کرنے والا بنایا اس کے لیے جو غور و فکر کرنا چاہے یا شکر گزاری کا ارادہ کرے، اسی رات دن کی گردش، اختلاف لیل ونہار سے ہم دنوں، ہفتوں، مہینوں اور سالوں کا حساب کتاب رکھتے ہیں اور اس سے ہم کو محرم اور، ربیع الاول، رمضان وشوال اور سال کے بارہ ماہ کا علم ہوتا ہے۔ اور یہ اللہ تبارک تعالیٰ جو مدبر کائنات ہے اس کا خاص نظام ہے مطالعہ قرآن مجید فرمانِ حمید سے ہمیں اسی اسلوب کی بے شمار آیات کی رہنمائی ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سال کے بارہ ماہ بنائے اور ہر ماہ کی کوئی فضیلت وبرکت اور اہمیت رکھی ہے۔

یہ مہینہ شوال المکرم کا ہے۔ اور ہم سب کے علم میں ہے کہ یہ ماہ مبارک۔ رمضان المبارک کے بعد آتا ہے۔ اس کی پہلی تاریخ کو سارے عالم کے مسلمان عید الفطر مناتے ہیں اور اس یوم عید الفطر کی فضیلت رسول اللہ صلی علیہ والہ وسلم یوں بیان فرماتے ہیں کہ جب ماہ شوال کی پہلی تاریخ یعنی یوم العید ہوتی ہے تو اللہ تبارک تعالیٰ فرشتوں کی محفل میں اپنے بندوں اور بندیوں پر اظہار مسرت فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے میرے فرشتوں میرے بندوں اور بندیوں نے جو کام ان پر فرض کیا گیا تھا پورا کر لیا ہے تم دعا دینے کے لیے ان کی طرف نکلوں مجھے اپنے جلال وعزت مبرم اور ارتفاعِ مکانی کی قسم میں نے ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخش دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اس وقت جب اس کے بندے نماز عید پڑھ

کر اس کی حمد بیان کرتے ہوئے واپس لوٹ رہے ہوتے ہیں) اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ اس حالت میں کہ تمہاری مغفرت کر دی اور تمہاری سیات کو حسنات کے ساتھ تبدیل کر دیا ہے۔ تو وہ اپنے گھروں کو مغفرت یافتہ ہو کر لوٹتے ہیں۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جہاں فضیلت والی راتوں کا ذکر فرمایا ہے وہیں آپ نے ان راتوں میں یکم شوال کی رات یعنی عید کی چاند رات کی بھی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

پھر متعدد احادیث شوال کے مہینے کے چھ روزوں کی فضیلت میں کتب احادیث میں موجود ہیں کہ رسول اللہ صلی للہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے رکھے پھر شوال کے چھ روزوں کو پھر مکمل کیا تو گویا اس نے ساری عمر روزوں میں گزاری دوسری حدیث ہے کے جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے رکھے پھر اس نے شوال کے چھ روزوں کی بھی تکمیل کی گویا کہ اس نے سارے سال کے روزے رکھے۔

گویا رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں جو تربیت و تعلیم، صبر و برداشت، اِعراض و حِکم کا مہینہ تھا اور اس ماہ میں بندہ مومن نے جو تربیت حاصل کی تھی۔ اس تربیت کا دورانیہ مکمل ہونے کے بعد اس پر عمل کرنے کی پیدا اور اس تربیت کی مہارت حاصل کرنے کے ابتداء گویا ماہ شوال سے ہوتی ہے جس کو ہمیں سال کے باقی گیارہ مہینوں تک لے کر چلنا ہے۔ کیوں کہ روزے ہمیں صرف ماہ رمضان المبارک اور اس کے علاوہ شوال کے مہینہ ہی میں نہیں سال کے دیگر ایام میں بھی ہم کو روزہ رکھنے کے لیے ابھارا گیا ہے۔ ترغیب دلائی گئی ہے کہ ہم اپنے سال بھر کے ماہ و سال کسی غفلت اور دین عدم توجہی کا شکار ہو کہ نہ گزاریں بلکہ روزے کے روحانی اثرات جو ہم نے رمضان المبارک میں حاصل کیے تھے وقتاً فوقتاً اس کو حاصل کر سکیں۔ روزے کے دوران انسان خاص روحانی ہالے میں ہوتا ہے۔ اور وہ کیفیت بطور خاص اس کو ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کرنے صفات حمیدہ کو ابھارنے توبہ و استغفار دینی و دنیاوی ذمہ داریوں کا مکمل احساس دلاتی رہتی ہے۔

مثلاً رمضان المبارک میں بندہ مومن کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت کا اہتمام کرتا ہے۔ شوال کے مہینے سے ہی نفلی روزے اس کو اس بات کی یاد دلاتے رہتے ہیں کہ قرآن مجید صرف رمضان المبارک میں پڑھی جانے والی کتاب نہیں ہے بلکہ اس کا ورد سارا سال رکھنا ہے پھر صرف پڑھنا ہی نہیں

ہے اس کو سمجھ کر پڑھنا ہے اور اس کی تعلیمات پر عمل بھی کرنا ہے رمضان المبارک میں ہم صدقات و خیرات اور لوگوں پر خرچ کرتے ہیں تو یہ عمل صرف رمضان کے ساتھ متعلق نہیں کہ اگلاہ ماہ رمضان آئے گا پھر راہ خداوندی میں خرچ کیا جائے گا۔ نہیں بلکہ حسب استطاعت اس سلسلہ کو سارا سال جاری و ساری رکھنا ہے۔

یہ سارے اعمال صالحہ اگر اجتماعی طور پر ہوتے ہیں تو پھر اس معاشرے کی تشکیل ہوتی ہے جو ریاست مدینہ کا معاشرہ تھا۔

پھر شوال المعظم کا شمار حج کے مہینوں میں بھی ہوتا ہے یعنی قرآن کریم میں اشہر معلومات کی جو اصطلاح استعمال ہوئی ہے۔ اس سے مراد شوال، ذیقعد اور ذی الحجہ ہیں اس سے ہمیں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ حج مبارک مہینوں کی ابتداء شوال سے ہوتی ہے۔ جو شخص شوال سے پہلے حج کا احرام باندھ لے گا اس کا احرام حج صحیح نہیں ہو گا کیوں کہ اس نے حج کا احرام حج سے پہلے باندھ لیا اس کی مثال بالکل اسی طرح ہے کہ اگر کوئی شخص نماز کو اس کے مقررہ وقت سے پہلے ادا کر لے تو اس کی نماز صحیح نہیں ہو گی۔

عرب معاشرے میں اس زمانے میں لوگ شادی بیاہ کرنے کو نحس تصور کرتے تھے۔ اور اس ماہ شوال کے لفظ کو برا شگوان اور برے معنی میں لیتے تھے اسلام نے اس جاہلیت کے تصور کو قلعاً باطل قرار دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس ماہ شوال میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عقد فرمایا اس فاسد عقیدہ کو عملاً رد کر دیا آج بھی بہت سے مسلمان یہی سوچ رکھتے ہیں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا لوگوں اور خاندانوں پر اس بات پر زور دیتی تھیں کہ وہ اس ماہ شوال میں اپنے بچوں اور بچیوں کی شادی کریں۔ اور وہ بطور دلیل نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور اپنی شادی کو پیش کرتی تھیں۔

ماہ شوال کی راتوں میں نوافل پڑھنے کی بھی بڑی فضیلت ہے تہجد نماز اگرچہ نفل نماز ہے لیکن بڑی فضیلت کی حامل ہے اس ماہ میں صلاۃ التہجد کا اہتمام کثرت سے کرنا چاہیئے کیونکہ رمضان المبارک میں بیشتر مؤمنین کا یہ معمول ہوتا ہے کہ سحری میں جلدی اٹھ کر پہلے تہجد ادا کرتے ہیں پھر سحری کرتے ہیں تو کچھ راتیں تہجد کے لئے لیے بھی وقف کر دینا چاہیئے ان تمام اعمال کا مقصد وہی ہے کہ ہمارے اندر صفتِ تقوی بیدار ہو جائے۔

یومِ جمعہ کی اہمیت

علامہ عبدالماجد صاحب

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”وہ بہترین دن جس پر سورج طلوع ہوا جمعہ کا دن ہے، اسی دن حضرت آدم علیہ السلام تخلیق کیے گئے، اسی دن جنت میں داخل کیے گئے اور اسی دن وہاں سے نکالے گئے اور قیامت واقع نہیں ہو گی مگر جمعہ کے دن۔“ (صحیح بخاری).

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کا ذکر کیا تو ارشاد فرمایا ”اس میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جس مسلمان بندے کو وہ میسر آجائے اور وہ کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا ہو، تو وہ اللہ سے جس چیز کا سوال کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرمادیتا ہے“ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اس گھڑی کے مختصر ہونے کا ارشاد فرمایا (بخاری و مسلم).

(مسلم کی ایک حدیث کے مطابق وہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے نمازِ جمعہ کے ختم ہونے تک ہے، اور ترمذی کی ایک حدیث کے مطابق یہ گھڑی عصر سے لے کر سورج غروب ہونے تک تلاش کی جائے)

جمعہ کے دن کرنے کے مسنون کام

غسل کرنا:

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جمعہ کا دن ہر بالغ شخص پر غسل کرنا واجب ہے۔ (بخاری و مسلم)

مسواک اور خوشبو استعمال کرنا:

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بالغ پر جمعہ کے دن نہانا ضروری ہے اور یہ کہ وہ مسواک کرے اور یہ کہ اگر میسر ہو تو خوشبو

لگائے۔(بخاری)

تیل لگانا:

حضرت سلمان فارسیؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور جس قدر اسکے امکان میں ہو طہارت کرے پھر تیل لگائے یا اپنے گھر کی خوشبو استعمال کرے، اسکے بعد (جمعہ کی نماز کے لیے) نکلے اور دو آدمیوں کے درمیان میں (جو مسجد کے اندر بیٹھے ہوں) تفریق نہ کرے، پھر جس قدر اس کی قسمت میں ہو نماز پڑھے پھر جس وقت امام خطبہ پڑھنے لگے تو چپ رہے، تو اسکے وہ گناہ جو اس جمعہ اور دوسرے (گذشتہ) جمعہ کے درمیان (ہو گئے) ہیں بخش دیئے جائیں گے۔" (بخاری)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا:

حضرت اوس بن اوسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تمہارے دنوں میں سب سے فضیلت والا دن جمعے کا دن ہے، پس تم اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، اس لیے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔" (ابو داؤد)

سورۃ الکہف پڑھنا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو سورۃ الکہف کی تلاوت جمعہ کے دن کرے گا تو آئندہ جمعہ تک اس کے لئے ایک خاص نور کی روشنی رہے گی۔" (مستدرک حکم نمازِ جمعہ پڑھنا)

نمازِ جمعہ کی فرضیت:

ترجمہ: "اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جمعہ کے دن نماز کی اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔" (سورۃ الجمعہ ۹)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اس پر جمعے کے دن جمعہ پڑھنا فرض ہے سوائے مریض، مسافر، عورت، بچے یا غلام کے، جو شخص کھیلنے یا تجارت میں بے پرواہ ہو، اللہ بھی بے پرواہ ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بے نیاز، تعریف والا ہے۔" (دار قطنی)

نمازِ جمعہ کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے وضو کیا اور اچھے طریقے سے وضو کیا، پھر جمعہ پڑھنے کے لئے آیا اور کان لگا کر (خطبہ) سنا اور خاموش رہا، تو اسکے جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کی درمیانے مدت اور مزید تین دن کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“(مسلم)

نمازِ جمعہ نہ پڑھنے والوں کے لئے وعید:

حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے منبر کے تختوں پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ”لوگ جمعہ چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ضرور ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا، پھر وہ یقیناً غافل لوگوں میں سے ہو جائیں گے۔“(مسلم)

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے بارے میں فرمایا جو جمعہ سے پیچھے رہتے ہیں کہ ”میں نے ارادہ کیا کہ کسی شخص کو حکم دوں جو لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں (جا کر) آگ لگا دوں ان لوگوں کے گھروں کو جو جمعہ سے پیچھے رہتے ہیں۔“(مسلم)

نمازِ جمعہ کے آداب

وقت پر آنا:

عبد اللہ بن بسرؓ نے کہا ایک شخص گردنیں پھلانگتا ہوا جمعے کو آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹھ جاؤ، تم نے (لوگوں کو) اذیت دی۔ (ابو داؤد)

بیٹھنے کا طریقہ:

حضرت معاذؓ بن انس جہنی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعے کے دن جب کہ امام خطبہ دے رہا ہو، گھٹنوں کو پیٹ کے ساتھ ملا کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابو داؤد)

مناسب جگہ بیٹھنا:

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ کوئی ایسا کرے کہ اپنے

بھائی کو اس کی جگہ سے اٹھادے اور خود اس کی جگہ پر بیٹھ جائے۔ کہا گیا کہ (صرف) جمعہ میں؟ فرمایا جمعہ اور اس کے علاوہ (موقعوں پر) بھی۔ (بخاری)

خطبہ کے وقت خاموشی:

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر جمعہ کے دن جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو، پھر تو اپنے پاس والے سے یہ کہے کہ چپ رہ تو بیشک تو نے لغو (بری) حرکت کی۔ (بخاری)

شبِ جمعہ:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم جمعے کی رات کو، دوسری راتوں کے درمیان سے قیام (نفلی نماز وغیرہ) کے لیے خاص نہ کرو اور نہ جمعے کے دن کو، دوسرے دنوں کے درمیان سے، روزے کے لیے خاص کرو، مگر یہ کہ جمعہ اس مدت میں آجائے جس میں تمہارا کوئی آدمی روزے رکھتا ہو۔ (مسلم)

جمعہ کا روزہ:

بخاری و مسلم کی ایک حدیث میں تنہا جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع کیا گیا سوائے اگر اس کے ساتھ اس سے ایک دن پہلے یا بعد کا روزہ بھی ملا لیا جائے تو پھر حرج نہیں۔

جمعہ پڑھنے کے بعد:

ترجمہ: پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور بکثرت اللہ کا ذکر کیا کرو تاکہ فلاح پاؤ۔ (سورۃ الجمعۃ ۱۰)

اسلام میں دین اور دنیا کا بہترین امتزاج:

ترجمہ: اے ہمارے ربّ! ہمیں دنیا کی بھلائی اور آخرت کی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔ (سورۃ البقرۃ)

سید الشہداء حضرت سیدنا حمزہؓ

منیب احمد

سید الشہداء حضرت سیدنا حمزہؓ کو شریف صحابیت کے ساتھ ساتھ رحمۃ للعالمین ﷺ سے نسبت قرابت بھی حاصل ہے اور رشتہ رضاعت بھی آپ نسبی رشتہ کے لحاظ سے حضور اکرم ﷺ کے چچا جان اور دودھ کے لحاظ سے رضاعی بھائی بھی تھے۔ حضرت سیدنا امیر حمزہؓ بہادر، سخی، نرم مزاج والے، خوش اخلاق، قریش کے دلاور جوان اور غیرت مندی میں انتہائی بلند مقام کے مالک تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے جو پہلا جھنڈا تیار کیا وہ سید الشہداء ہی کے لئے تھا۔ جب ۲ھ ۶۲۳ میں حضور سید عالم ﷺ نے انہیں قوم جھینہ کے علاقے سیف البحر کی طرف (ایک دستے کے ہمراہ) بھیجا" رسول اللہ ﷺ کے حکم پر آپ پہلے تلوار چلانے والے تھے جس کے سر پر جھنڈا تھا،

آپ کا اسم گرامی: سیدنا امیر حمزہ، کنیت: ابو عمارہ، لقب: اسد اللہ و اسد رسول اللہ، سلسلہ نسب اس طرح ہے: سیدنا حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب لوئی بن غالب (الیٰ آخرہ)، والدہ کا اسم گرامی: ہالہ بنت اھیب بن عبد مناف بن زہرہ۔ حضرت ہالہ نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہؓ کی چچازاد بہن تھیں۔ سیدنا امیر حمزہؓ نبی اکرم ﷺ کے چچا اور رضاعی بھائی ہیں۔ ابو لہب کی آزاد کردہ کنیز ثوبیہ نے ان دونوں ہستیوں کو دودھ پلایا تھا۔ حضرت حمزہؓ کی عمر نبی اکرم ﷺ سے دو سال یا چار سال زیادہ تھی۔ بعثت کے دوسرے سال سلام لائے اسلام لانے کے دن انہوں نے سنا کہ ابو جہل نبی مکرم ﷺ کی توہین کہہ رہا ہے تو انہوں نے حرم مکہ میں اس کے سر پر اس زور سے کمان ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا، اور حضرت حمزہ نے نبی مکرم ﷺ سے گزارش کی بھتیجے اپنے دین کا کھل کر پرچار کیجئے! اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے دنیا بھر کی دولت بھی دی جائے تو میں اپنی قوم کے دین پر رہنا پسند نہیں کروں گا، ان کے اسلام لانے سے رسول اللہ ﷺ کو تقویت حاصل ہوئی اور مشرکین

آپ کی ایذا رسانی سے کسی حد تک رک گئے بعد ازاں ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: گزشتہ شب جب میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ (حضرت) جعفر طیارؓ جنت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کر رہے ہیں اور حضرت حمزہؓ ایک عظیم تخت پر ٹیک لگائے بیٹھے ہیں (المستدرک للحاکم، حدیث ۴۸۷۸)

حضرت علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا: جس دن اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو جمع فرمائے گا ان میں سب سے افضل انبیاء و مرسلین ہی رہیں گے اور رسولوں کے بعد سب سے افضل شہداء کرام ہوں گے اور یقیناً شہداء کرام میں سب سے افضل حضرت حمزہؓ ہوں گے۔

بحوالہ جامع الأحادیث للسیوطی، حدیث ۴۰۰۳ حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت حمزہ بن عبد المطلب شفاعت کرنے والوں کے سردار ہیں بحوالہ مستدرک للحاکم ے صحابہ کرامؓ نے فرمایا: جب سیدنا امیر حمزہؓ شہید ہوئے تو حضرت رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمانے لگے: آپ کی جدائی سے بڑھ کر میرے لئے کوئی اور صدمہ نہیں ہو سکتا، پھر آپ نے حضرت فاطمہؓ اور اپنی پھوپھی جان حضرت صفیہؓ سے فرمایا: خوش ہو جاؤ! ابھی جبریل امین میرے پاس آئے تھے انہوں نے مجھے خوشخبری سنائی کہ یقیناً حضرت حمزہ کا نام مبارک آسمان والوں میں لکھا ہوا ہے، سیدنا حمزہؓ اور اس کے رسول ﷺ کے شیر ہیں (المستدرک للحاکم، حدیث ۴۸۶۹)

غزہ احد میں آپ نے ۳۱ مشرکوں کو جہنم رسید کیا، پھر آپ کا پاؤں پھسلا تو آپ تیر اندازوں کی پہاڑی کے پاس واقع وادی میں پشت کے بل گر گئے، زرہ آپ کے پیٹ سے کھل گئی، جبیر بن مطعم کے غلام وحشی بن حرب نے کچھ فاصلے سے خنجر پھینکا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں آپ کو مرتبہ شہادت سے سرفراز فرمایا۔ بعد ازاں مشرکین نے آپ کے اعضاء کاٹے اور پیٹ چاک کیا ایک عور نے آپ کا جگر نکال کر چبایا لیکن اسے اپنے حلق سے نیچے نہ اتار سکی ناچار اسے تھوک دیا، جب رسول ﷺ کو یہ اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ جگر اس کے پیٹ میں چلا جاتا تو وہ عورت آگ میں داخل نہ ہوتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میرے حمزہ کی اتنی عزت ہے کہ ان کے جسم کے کسی حصے کو آگ میں داخل نہیں فرمائے گا۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ کے مثلہ کیے ہوئے جسم کو دیکھا تو یہ منظر آپ کے دل اقدس کے لئے اس قدر تکلیف دہ تھا کہ اس سے زیادہ تکلیف دہ منظر آپ کی نظر سے کبھی نہیں

گزرا تھا نبی ﷺ نے فرمایا: اے چچا آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، کیونکہ آپ جب تک عمل کرتے رہے بہت نیکی کرنے والے اور بہت صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ پھر ان کے جسد مبارک کو قبلہ کی جانب رکھا اور ان کے جنازے کے سامنے کھڑے ہوئے اور اس شدت سے روئے کہ قریب تھا آپ ﷺ پر غشی طاری ہو جاتی، نبی کریم ﷺ فرمارہے تھے اے اللہ کے رسول کے چچا اللہ اور اس کے رسول کے شیر اے حمزہ! اے نیک کام کرنے والے! اے حمزہ! مصیبتوں کو دور کرنے والے اے حمزہ رسول اللہ کے دفاع کرنے والے یہ بھی فرمایا ہمارے پاس جبرائیل تشریف لائے اور ہمیں بتایا کہ حضرت حمزہ کے بارے میں ساتوں آسمانوں میں لکھا ہوا ہے: ''حمزہ بن عبد المطلب، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے شیر ہیں''

نبی اکرم ﷺ نے انہیں ایسی چادر کا کفن پہنایا کہ جب اسے آپ کے سر پر پھیلاتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور پاؤں پر پھیلاتے تو سر ننگا ہو جاتا، چنانچہ وہ چادر آپ کے سر پر پھیلا دی گئی اور پاؤں پر اذخر (خوشبودار گھاس) ڈال دی گئی، انہیں ایک ٹیلے پر دفن کیا، چالیس سال کے بعد شہداء احمد کی قبریں کھولی گئیں تو ان کے جسم ترو تازہ تھے ان کے ہاتھ پاؤں مڑ جاتے تھے اور ان کی قبروں سے کستوری کی خوشبو آتی تھی، حضرت حمزہؓ کے پاؤں پر کدال لگ گیا تو اس سے خون بہنے لگا، حضرت جابرؓ کے والد ماجد (حضرت عبد اللہ انصاریؓ) کا ہاتھ چہرے کے زخم سے ہٹایا گیا تو وہاں سے خون بہنے لگا، ہاتھ دوبارہ اسی جگہ رکھ دیا گیا تو خون بند ہو گیا، نبی کریم ﷺ نے شہداء احد کے بارے میں فرمایا کہ جو شخص قیامت تک ان کی زیارت کرے گا اور ان کی خدمت میں سلام عرض کرے گا تو وہ اسے جواب دیں گے۔

فاطمہ خزاعیہ کا بیان ہے: کہ میں ایک دن حضرت سید الشہدا جناب حمزہؓ کے مزار اقدس کی زیارت کے لئے گئی اور میں نے قبر منور کے سامنے کھڑے ہو کر ''السلام علیک یا عم رسول اللہ'' کہا تو آپ نے باآواز بلند قبر کے اندر سے میرے سلام کا جواب دیا جس کو میں نے اپنے کانوں سے سنا۔(حجۃ اللہ علی العلمین: ج، ۲ص ۸۶۳)

ہفتہ / ۱۵شوال المکرم ۳ بمطابق ۶۲۴ کو آپ کی شہادت ہوئی اس وقت آپ کی عمر ۵۷ سال تھی، ایک قول کے مطابق آپ کی عمر شریف ۵۹ سال تھی۔

ایمان کے دو حصّے: محبت اور اطاعت

غلام مصطفی الازہری

جس نے محبت، دشمنی، منع اور عطا صرف اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے کیا اُس کا ایمان کامل ہو گیا

اللہ، رسول اور صالحین کی محبت انسان کی فطرت میں ودیعت کر دی گئی ہے۔ اللہ رب العزت کائنات کی ہر چیز کا خالق و مالک ہے اور مربی و محسن ہے، اسی لیے فطری طور پر ہر شئے اس کی مدح و ثنا کرتی ہے۔ اسی فطری محبت کا تقاضا ہے کہ جو ذات یا جو شئے اللہ تعالیٰ کا پتا دے گی وہ اُس کی معرفت کا ذریعہ بنے گی، لہٰذا انسان بھی اللہ کی معرفت کے لیے لازمی طور پر اُس ذات یا اُس شئے سے محبت کرے گا۔

چنانچہ انبیا و مرسلین اور صالحین سے اس کی محبت بھی اسی لیے ہے، کیوں کہ یہ لوگ ہمیں اللہ تک پہنچانے میں مدد کرتے ہیں، ان ہی نیک ہستیوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنا پیغام عام بندوں تک پہنچاتا ہے، اور اپنے بندوں کا تزکیہ و تطہیر بھی اُن ہی صالح بندوں کے ذریعے فرماتا ہے۔

سورہ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی معرفت و ہدایت طلب کرنے کا سلیقہ سکھایا ہے اور اُس کے حصول کے لیے اولیائے کرام اور انبیائے کرام کو رہنما اور مقصود قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (سورہ فاتحہ)

ترجمہ: یا اللہ! تو مجھے سیدھے راہ کی ہدایت دے، اُن لوگوں کی راہ کی جن پر تو نے اپنا انعام فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ لوگ کون ہیں؟ اس تعلق سے قرآن کریم میں ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ (نساء:۶۹)

یعنی جو لوگ اللہ و رسول کی اتباع کرتے ہیں وہ لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی مطیع و فرماں بردار لوگ انبیا، صدیقین، شہدا اور صالحین کے ساتھ ہوں گے۔

انبیا و صالحین کی اطاعت کا ذکر آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ میں اس کے علاوہ بھی متعدد مقامات پر ہے: آیات کریمہ میں محبت والفت قرآن کریم میں ہے:

۱۔ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِیْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ اِقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۠ (توبہ:۲۴)

ترجمہ: اے محبوب! آپ فرما دیں کہ تمہارے باپ، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہاری عورتیں، تمہارا کنبہ، تمہاری کمائی کے مال، وہ تجارت جس میں نقصان کا خوف ہے اور تمہارے پسندیدہ مکان، اگر یہ تمام چیزیں اللہ و رسول اور اللہ کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پسند ہوں تو اللہ کے حکم کا انتظار کرو، اور اللہ تعالیٰ فاسق قوموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

۲۔ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا ۝۹ (فتح:۹)

ترجمہ: تاکہ تم اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لے آؤ، اُن کی تعظیم و توقیر کرو، اور صبح و شام اُس کی پاکی بیان کرو۔

احادیث کریمہ میں محبت والفت حدیث پاک میں ہے:

۳۔ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الإِيمَانِ: أَنْ يَّكُوْنَ اللهُ وَرَسُوْلُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلهِ، وَأَنْ يَّكْرَهَ أَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُّقْذَفَ فِي النَّارِ۔ (بخاری، باب حلاوۃ الایمان)

ترجمہ: تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس کے اندر یہ تینوں خصلتیں ہوں گی وہ ایمان کی حلاوت پائے گا، یہ کہ اُس کے نزدیک اللہ و رسول سے زیادہ کوئی محبوب نہ ہو، اللہ ہی کے لیے انسان سے محبت کرے اور وہ کفر میں لوٹنے کو ایسے ہی ناپسند کرے جیسے وہ جہنم میں جانے کو ناپسند کرتا ہے۔

۴۔ مَنْ أَحَبَّ لِلهِ، وَأَبْغَضَ لِلهِ، وَأَعْطَى لِلهِ، وَمَنَعَ لِلهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ۔ (ابو داؤد، باب الدلیل علی زیادۃ الایمان)

ترجمہ: جس نے محبت، دشمنی، منع اور عطا صرف اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے کیا اُس کا ایمان کامل ہو گیا۔

آیات کریمہ میں طاعت و فرماں برداری

قرآن کریم میں ہے:

۱۔ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا (سورہ احزاب:۷۱)

ترجمہ: جو مومن اللہ اور اُس کے رسول کی فرماں برداری کرتا ہے وہی سب سے زیادہ کامیاب ہے۔

۲۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ (نساء:۵۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ، رسول اور اپنے امیر کی اطاعت کرو۔

۳۔ وَّاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ۚ (لقمان:۱۵)

ترجمہ: تم اس کی اتباع کرو جو میری طرف مائل ہو۔

کیوں کہ اُن کی اتباع کے بغیر اور اُن کی راہ اختیار کیے بغیر ہم اللہ تک نہیں پہنچ سکتے ہیں، اور نہ ہی نجات حاصل کر سکتے ہیں۔

احادیث کریمہ میں طاعت و فرماں برداری حدیث پاک میں ہے:

۱۔ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ، فِيمَا أَحَبَّ أَوْ كَرِهَ، إِلَّا أَنْ يُؤْمَرَ بِمَعْصِيَةٍ، فَمَنْ أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ، فَلَا سَمْعَ عَلَيْهِ وَلَا طَاعَةَ۔ (سنن ابن ماجہ، باب: لا طاعۃ فی معصیۃ اللہ)

ترجمہ: مسلمان پر واجب ہے کہ بات سنے اور اُس کی اطاعت بھی کرے خواہ اُسے پسند ہو، یا ناپسند ہو، اور اگر گناہ کا حکم دیا جائے تو نہ بات سنے اور نہ اُس بات کی اطاعت کرے، کیوں کہ جس کو گناہ کا حکم دیا جائے اُس پر نہ بات سننا واجب ہے اور نہ اُس کی اطاعت و فرماں برداری۔

دوسری حدیث پاک میں ہے:

إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ مِنْ بَعْدِي: كِتَابَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي، وَإِنَّهُمَا لَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ۔ (معجم کبیر، زید بن ارقم انصاری)

ترجمہ: میں اپنے بعد تمہارے درمیان دو قیمتی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، ایک اللہ عزوجل کی

کتاب (قرآن) اور دوسری اپنی عترت واہل بیت، اور وہ کبھی بھی ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوں گی جب تک کہ وہ دونوں مجھ سے حوض کوثر پر نہ ملیں۔

غرض کہ ایمان کے دو حصے ہیں: نصف کا نام محبت ہے اور نصف کا نام طاعت۔ بغیر محبت کے طاعت بے سود ہے، درخت بے ثمر ہے اور بغیر طاعت کے محبت کا دعویٰ ناقص و ناتمام ہے، بلکہ نفاق کی علامت ہے۔ طاعت و فرماں برداری کرنے والوں کی وہ جماعت جو جذبہ محبت سے خالی ہو اُسے ہم خارجی کہہ سکتے ہیں، کیوں کہ خارجی دین دار تھے اور علم و عمل والے بھی تھے، مگر اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ط (انعام ۵۷)

یعنی "اللہ کے علاوہ کسی کی حاکمیت نہیں" کے علم بردار ہوئے اور امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی امارت وسیادت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ گویا امیر کی محبت و امارت تسلیم کیے بغیر اللہ کی عبادت کرنا حقیقتاً اللہ کی نہیں، بلکہ نفس پرستی ہوئی جو سخت ضلالت و گمراہی ہے۔

اس کے مقابل میں ایک دوسری جماعت سامنے آئی جو محبتِ امیر کا خوب دم بھرتی رہی لیکن اُن کے دل جذبہ ایثار و قربانی سے خالی رہے اور طاعت و فرماں برداری کے نام پر صرف دعویٰ محبتِ اہل بیت ہی رہا، یہ سراسر نفاق کی نشانی ہے۔ اس جماعت کو رافضی یا شیعہ سے موسوم کیا گیا ہے۔

جو شخص بھی ان دونوں صفات میں سے جس صفت کا حامل ہوگا اُس کا حشر اسی صفت والوں کے ساتھ ہوگا اگرچہ وہ کسی بھی مسلک و مشرب سے اپنا انتساب کرتا ہو، صوفیائے کرام کی جماعت میں اپنا شمار کرتا ہو یا اہل سنت وجماعت سے اپنے آپ کو منسوب کرتا ہو۔

آج جو لوگ اولیا سے محبت کا دم بھرتے ہیں اور اُن کی اطاعت نہیں کرتے، فرائض و واجبات کی ادائیگی نہیں کرتے، منہیات سے نہیں بچتے اُن کے اندر صفتِ رفض پائی جاتی ہے۔ جب شیعانِ علی گمراہ ہوسکتے ہیں تو شیعانِ ولی کیوں نہیں؟ اللہ و رسول اور امیر کی اطاعت کے بغیر صرف محبت کا دم بھرنے والے یقیناً جہنم میں جائیں گے۔

اسی طرح جو لوگ اللہ و رسول سے محبت کے بغیر اپنے علم و عبادت ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں ان کے اندر خارجیت وابلیسیت کا عنصر پایا جاتا ہے، ان کے سارے علم و عمل بے کار ہو جائیں گے، قیامت میں ان کے منھ پر مار دیے جائیں گے اور اُنھیں افسوس کے سوا کچھ بھی ہاتھ نہ آئے گا۔

خوابوں کے متعلق اسلامی نقطہ نظر

مفتی منیب الرحمان

احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کے بعض خوابوں اور ان کی تعبیرات کا ذکر موجود ہے، جن میں چند حسبِ ذیل ہیں:

(۱): رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب میں سویا ہوا تھا تو مجھے (خواب میں) دودھ کا پیالہ دیا گیا، میں نے اس سے دودھ پی لیا حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ میرے ناخنوں سے سیرابی نکل رہی ہے، میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمرؓ بن خطاب کو دے دیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد بیٹھے ہوئے صحابہ نے پوچھا: یارسول اللہ! اس کی تعبیر کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علم''(صحیح بخاری:۷۰۰۷)،

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس وقت میں سویا ہوا تھا میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ قمیص پہنے ہوئے میرے سامنے پیش ہو رہے ہیں، بعض کی قمیص سینوں تک تھی، بعض کی اس سے بھی کم تھی، پھر عمرؓ بن خطاب آئے اور ان کی قمیص پیروں کے نیچے گھسٹ رہی تھی۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس کی تعبیر کیا ہے؟ فرمایا: دین''(صحیح بخاری:۷۰۰۸)،

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے خواب میں ایک سیاہ فام عورت کو دیکھا، جس کے بال بکھرے ہوئے تھے' وہ مدینہ سے باہر نکلی اور جُحفَہ میں جا کر ٹھہر گئی، میں نے اس کی یہ تعبیر نکالی کہ مدینہ کی وبا جُحفَہ کی طرف منتقل کر دی جائے گی''(صحیح بخاری:۷۰۳۸)۔

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں مکہ سے ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جس میں کھجور کے درخت ہیں، مجھے یہ گمان ہوا کہ یہ جگہ یمامہ یا ہَجَر ہے، لیکن وہ مدینہ یثرب تھی اور میں نے اس میں گائے کو دیکھا اور اللہ کی قسم خیر کو دیکھا، گائے سے مراد وہ ہے کہ جنگ اُحد میں جب مسلمانوں نے کفار کے حملے سے بھاگنے کا ارادہ کیا تھا اور خیر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ جنگ بدر میں (فتح) لایا تھا''(صحیح بخاری:۷۰۳۵)۔

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار کو لہرایا تو اس کا اگلا حصہ ٹوٹ گیا اور اس کی تعبیر وہ تھی جو جنگ اُحد میں مسلمانوں کو شکست ہوئی، پھر میں نے دوبارہ تلوار کو لہرایا وہ پہلے سے اچھی حالت میں آ گئی اور اس کی تعبیر وہ تھی جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا کی تھی اور مسلمان

مجتمع ہو گئے تھے"(صحیح بخاری:۷۰۴۱)۔

(۶) حضرت ام علاء انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:"میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے بیعت کی، پھر جب مہاجرین کی رہائش کے لیے انصار نے قرعہ اندازی کی تو رہائش کیلیے حضرت عثمانؓ بن مظعون ہمارے حصہ میں آگئے، وہ بیمار پڑ گئے، ہم نے ان کی تیمار داری کی، لیکن وہ جانبر نہ ہو سکے اور فوت ہو گئے، ہم نے ان کو کفن میں لپیٹ دیا۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم تشریف لائے، تو میں نے کہا: اے ابو السائب! تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تمہاری تکریم فرمائے گا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے پوچھا: تمہیں یہ کیسے پتا چلا؟ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نہیں جانتی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: رہے عثمان بن مظعون! تو ان پر موت آچکی ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے خیر کی توقع کرتا ہوں اور اللہ کی قسم! میں از خود نہیں جانتا، حالانکہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ حضرت ام العلاء نے کہا: پس اللہ کی قسم! اس کے بعد میں نے کسی کی ستائش نہیں کی، انہوں نے کہا: میں نے خواب دیکھا کہ حضرت عثمانؓ کے لیے ایک چشمہ بہہ رہا ہے۔ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس خواب کا ذکر کیا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اس سے مراد اس کا جاری رہنے والا عمل ہے۔"(صحیح بخاری:۷۰۱۸)۔

(۷) حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں:"ایک شخص نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: میں نے آج رات یہ خواب دیکھا ہے کہ ایک سائبان سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے، میں نے دیکھا کہ لوگ اس کو ہتھیلیوں میں جمع کر رہے ہیں، بعض لوگ زیادہ جمع کر رہے ہیں اور بعض کم اور میں نے دیکھا کہ آسمان سے زمین تک ایک رسی پہنچ رہی ہے، میں نے دیکھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اس رسی کو پکڑ کر اوپر چڑھنے لگے، پھر ایک شخص نے اس رسی کو پکڑا اور اوپر چڑھ گیا، پھر دوسرا شخص اس رسی کو پکڑ کر اوپر چڑھا، پھر تیسرے شخص نے رسی کو پکڑا اور وہ بھی چڑھ گیا، اس کے بعد چوتھے نے وہ رسی پکڑی تو وہ ٹوٹ گئی، لیکن پھر رسی جڑ گئی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم پر میرا باپ قربان ہو، قسم بخدا! اس خواب کی تعبیر بتانے کی آپ مجھے اجازت دیں۔ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تم تعبیر بیان کرو، حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا: اس سائبان سے مراد اسلام ہے اور جو شہد اور گھی سائبان سے ٹپک رہا تھا، وہ قرآن مجید اور اس کی حلاوت ہے، پس بعض لوگ زیادہ قرآن مجید حاصل کرتے ہیں اور بعض کم اور وہ رسی جو آسمان سے زمین تک پہنچ رہی ہے، اس سے مراد وہ حق ہے جس پر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم قائم ہیں، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اس پر حق کے ساتھ عمل کرتے رہیں گے، پھر اللہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے پاس بلا لے

گا، پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے بعد ایک اور شخص اس پر عمل کرے گا اور مرتے دم تک اس پر قائم رہے گا، اس کے بعد دوسرا شخص آئے گا، وہ بھی مرتے دم تک اس پر قائم رہے گا، پھر تیسرا شخص آئے گا، اس کا بھی یہی حال ہو گا، پھر چوتھا شخص آئے گا جب وہ حق کو تھامے گا تو وہ حق منقطع ہو جائے گا، پھر اس شخص کے لیے دوبارہ جوڑ دیا جائے گا اور وہ اس پر عمل کرے گا۔ یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم! آپ پر میرا باپ فدا ہو، مجھے یہ بتایئے کہ میں نے صحیح تعبیر کی ہے یا غلط؟ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تمہاری بعض تعبیر صحیح ہے اور بعض غلط، حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم! اللہ کی قسم آپ مجھے ضرور بتایئے: میں نے کیا غلطی کی ہے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: قسم مت کھاؤ۔" (صحیح بخاری: ۷۰۴۶)۔

خواب کی تعبیر بتانا ہر شخص کا کام نہیں ہے اور نہ ہر عالم خواب کی تعبیر بتا سکتا ہے، خواب کی تعبیر بتانے کے لیے ضروری ہے کہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں خواب کی جو تعبیریں بیان کی گئیں ہیں ان پر عبور ہو، الفاظ کے معانی، ان کے کنایات اور مجازات پر نظر ہو اور خواب دیکھنے والے کے احوال اور اس کے معمولات سے واقفیت ہو، سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ شخص متقی اور پرہیز گار ہو، عبادت گزار اور شب زندہ دار ہو، کیونکہ یہ وہبی علم ہے اور جب تک کسی شخص کا دل گناہوں کی کثافت کی آلودگی سے پاک اور صاف نہ ہو، اس وقت تک اس کا دل محرمِ اسرار الٰہیہ نہیں ہو گا۔ اس علم کے ماہرین نے اس موضوع پر کتابیں بھی لکھی ہیں، ان میں امام ابن سیرین کی تعبیر الرویا اور علامہ عبد الغنی نابلسی کی تعبیر المنام بہت مشہور ہیں۔ مناسب یہ ہے کہ علمائے کرام ان کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد خواب کی تعبیر بتائیں اور محض اٹکل پچو سے خواب کی تعبیر بتانے سے گریز کریں۔

بعض لوگوں کو جھوٹے خواب بیان کرنے کا بڑا شوق ہوتا ہے، حالانکہ حدیث میں اس پر سخت وعید آئی ہے: نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "جس شخص نے ایک خواب بیان کیا جس کو اس نے نہیں دیکھا، اس کو (قیامت کے دن) دو جو کے درمیان گرہ لگانے کا حکم دیا جائے گا اور وہ ان میں ہر گز گرہ نہیں لگا سکے گا اور جس شخص نے کچھ لوگوں کی باتیں کان لگا کر سننے کی کوشش کی جبکہ وہ اس کو ناپسند کرتے ہوں یا اس سے بھاگتے ہوں، قیامت کے دن اس کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا اور جس شخص نے تصویر بنائی اس کو عذاب دیا جائے گا اور اس کو اس بات کا مکلف کیا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے اور وہ اس میں ہر گز روح نہیں پھونک سکے گا۔" (صحیح بخاری: ۷۰۴۲)۔

غزوہ اُحد

اسلامی تاریخ میں غزوہ اُحد حق وباطل کا دوسرا معرکہ ہونے کے لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل ہے یہ غزوہ ۳ ہجری میں واقع ہوا اس کی تاریخ کے بارے میں مختلف روایات ملتی ہیں کچھ کے مطابق یہ واقع ۳ شوال، کچھ ۷ اور بعض ۱۱ اور کچھ کے مطابق ۱۵ شوال کو پیش آیا، البتہ اس کے دن پر سب متفق ہیں کہ یہ ہفتہ کے روز ہوا تھا اُحد مدینہ منورہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے جس کے بارے میں اللہ کے نبی کریم ﷺ آقائے کائنات کا ارشاد گرامی ہے کہ اُحد وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس اُحد پہاڑ سے محبت کرتے ہیں۔ غزوہ اُحد اسی پہاڑی کے دامن میں پیش آیا مسلمانوں کے اس قافلہ کی تعداد ۷۰۰ تھی جس میں زرہ پوش صحابہ کرام ۱۰۰ تھے اور ادھر قریش کا لشکر تین ہزار کی کثیر تعداد پر مشتمل تھا جن میں سات سو ۷۰۰ افراد زرہ پوش تھے اس معرکہ حق وصداقت میں جام شہادت نوش کرنے والے خوش نصیب صحابہ کرام کی تعداد ستر ۷۰ تھی جبکہ کفر کے ۳۰ تیس افراد واصل جہنم ہوئے۔

حق وباطل کے اس دوسرے بڑے معرکہ میں عرب کے رواج کے مطابق پہلے مبارزت ہوئی جس میں اہل اسلام کا پلہ بھاری رہا بعد ازاں عام جنگ شروع ہوئی تو حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابو دجانہؓ اور حضرت حنظلہؓ کے تابڑ توڑ حملوں سے کفار کا لشکر بھاگ گیا جنگ شروع ہونے سے قبل اللہ کے رسول کریم ﷺ نے حضرت سعید بن جبیرؓ کی قیادت میں پچاس تیر اندازوں کا ایک دستہ پہاڑی درے پر متعین فرمایا اور انھیں یہ حکم دیا کہ وہ کسی صورت میں بھی درہ نہ چھوڑیں جب کفار کو انھوں نے بھاگتے دیکھا تو مال غنیمت حاصل کرنے کیلئے یہ بھی دوڑ پڑے حضرت سعیدؓ ان کو روکتے رہ گئے اور کفار کے لشکر نے جب یہی درہ خالی دیکھا تو حضرت خالد بن ولیدؓ کی قیادت میں یہاں سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا پیچھے سے ہونے والے اس ناگہانی حملے میں بہت سے مسلمان شہید ہوگئے جن میں سرکار دوعالم ﷺ کے پیارے چچا سیدنا حضرت امیر حمزہؓ بھی شامل تھے۔

یہ وقت مسلمانوں پر بہت کڑا تھا ایسا لگا کہ کفار کو فتح مل گئی ہے اس صورتحال میں

سرکار ﷺ کو کچھ جانثاروں نے گھیرے میں لے لیا اور مسلمانوں کو اکٹھا کرنا شروع کر دیا مگر اتنی دیر میں ستر صحابہ کرام شہادت کا جام پی چکے تھے جب مسلمانوں کو اکٹھا ہوتے ہوئے دیکھا تو ابوسفیان نے وہیں سے آواز لگائی کہ آج بدر کا حساب برابر ہو گیا ہے اب اگلے سال پھر بدر کے مقام پر لڑائی ہو گی اور یہ کفار مکہ واپس اپنے گھروں کو چلے گئے اس معرکہ میں بہت سے ایمان افروز واقعات پیش آئے۔

حضرت حنظلہؓ اس معرکہ میں باطل پرستوں سے اپنے ایمانی جذبے سے مقابلہ کرتے ہوئے قریش کے وسط لشکر میں جا پہنچے اور قریش کے سردار ابوسفیان کا کام تمام کرنے ہی والے تھے کہ پیچھے سے ان پر شداد نامی بدبخت نے وار کر دیا اور آپ شہادت عظمیٰ سے سرفراز ہوئے جب میدان جنگ تھم گیا تو اللہ کے محبوب کریم ﷺ نے آپ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ حنظلہؓ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں کیونکہ جب جنگ کے لئے میرا حکم سنایا گیا کہ جو جس حالت میں بھی فوراً اللہ کے رسول ﷺ کا حکم ہے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پہنچے تو حضرت حنظلہ اپنی بیوی سے حق زوجیت ادا کر رہے تھے جیسے ہی اپنے آقا کریم ﷺ کا حکم سنا بغیر غسل کئے بارگاہ رسول ﷺ میں حاضر ہو گئے اور وہاں سے جنگ لڑتے لڑتے شہادت کا جام نوش فرمایا اسی وجہ سے آپ کو غسیل ملائکہ کا لقب عطا ہوا۔

اہل اسلام کا پرچم سیدنا حضرت معصبؓ بن عمیر کے ہاتھ میں تھا ایک بدبخت آپ پر حملہ آور ہوا اور آپ کے دائیں ہاتھ پر اس طرح وار کیا کہ آپ کا دائیں ہاتھ مبارک شہید ہو گیا آپ نے پرچم اسلام کو دوسرے ہاتھ سے پکڑ لیا پھر اس بدبخت نے دوبارہ ضرب لگائی آپ کا دوسرا ہاتھ مبارک بھی جدا ہو گیا لیکن آپ نے پرچم اسلام کو اپنے سینے سے تھامے رکھا اور اور بلند آواز میں آیت مبارکہ پڑھی کہ "وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل" پھر آپ پر تیر سے وار کیا گیا اور آپ نے بھی شہادت کا اعلیٰ جام نوش فرمالیا۔

جب منافقوں نے حضور پاک ﷺ کے شہید ہونے کی جھوٹی افواہ پھیلادی تو ایک انصاری صحابیہؓ مدینہ پاک سے اُحد کی طرف نکل پڑیں جب راستے میں ان کے والد کے شہید ہونے کی ان کو خبر ملی تو اس عاشق رسول ﷺ صحابیہ نے کہا کہ پہلے میں اپنے رسول ﷺ کا حال جاننا ہے پھر ان صحابیہؓ کو ان کے شوہر اور بھائی کی شہادت کی خبر ملی تو انھوں نے یہی کہا مجھے اپنے رسول کریم ﷺ کی خبر لینی

ہے کہ وہ کس حالت میں ہیں ؟اور جب ان کو بتایا گیا کہ رسول خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ خیر و عافیت سے ہیں تو عرض کرنے لگیں کہ مجھے حبیب کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کا دیدار کرنے دو جب حضور پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کا دیدار نصیب ہوا تو ان کو سکون ہوا اور عرض کیا اے میرے پیارے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ ! آپ سلامت ہیں تو ہر مصیبت آسان ہے۔ اسی غزوہ اُحد میں حضرت قتادہ بن نعمانؓ کی آنکھ مبارک میں تیر لگا اور آپ کی آنکھ کا ڈیلا باہر آگیا حضرت قتادہ اپنی آنکھ ہاتھ میں اٹھائے بارگاہ کونین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ میں حاضر خدمت ہوئے اور احوال عرض کیا اللہ کے رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا اے قتادہ اگر تم چاہو تو صبر کر لو جنت تمہارے لئے ہے اور اگر تم چاہو تو آنکھ لوٹا دوں گا حضرت قتادہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ! یقیناً جنت بڑی جزا اور عظیم عطا الہی ہے یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ آپ جنت بھی عطا فرما دیں اور آنکھ بھی لوٹا دیں اللہ کے رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا ٹھیک ہے آپ نے اپنے دست رحمت سے ان کی آنکھ کو پہلے والی جگہ پر رکھ کر لگا دی اور اس آنکھ کی روشنی پہلے دوسری آنکھ سے زیادہ ہو گئی پھر آپ نے ان کے لئے جنت کی دعا بھی فرمائی معلوم ہوا اصحابہ کرام کا یہ عقیدہ تھا کہ نبی کریم اگر چاہیں تو جس کو دنیا میں جنت عطا فرما دیں اور جس کو چاہیں آنکھ نکلی ہوئی ٹھیک کر دیں اور آج صدیوں بعد بھی عاشقان رسول کا یہی صحابہ کرام والا عقیدہ ہے کہ وہ اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ سے مانگتے ہیں اور حضور اپنے غلاموں کو اللہ کی عطا سے نوازتے ہیں اور امداد فرماتے ہیں حضرت قتادہؓ کی کبر سنی میں بھی اس لگائی ہوئی آنکھ میں دوسری اصلی آنکھ کی بدولت قوت بصارت اور حسن جمال زیادہ تھی اسی معرکہ اُحد میں جب حضرت عبد اللہ بن جحشؓ کی تلوار ٹوٹ گئی تو آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ ! میری تلوار ٹوٹ گئی تو اللہ کے محبوب کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے انھیں کھجور کی چھڑی عطا فرمائی جب انھوں نے یہ کھجور کی چھڑی اپنے ہاتھ میں لی تو فوراً ہی تلوار بن گئی اللہ شہدائے اُحد کے صدقے امت مسلمہ کو اتحاد اتفاق عطا فرمائے اور ہماری اجتماعی انفرادی مشکلات کو آسان فرمائے اور ان کے درجات کو مزید بلند فرمائے آمین

تعزیت

پنڈ میر گالہ سر صوبہ شاہ:

ڈاکٹر عبد الرزاق صاحب علیل رہنے کے بعد ماہ شعبان میں انتقال فرما گئے مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند اور جذبہ ہمدردی انسانیت رکھنے والے تھے۔ اللہ کریم مرحوم کی بخشش ومغفرت فرمائے آمین۔

کاہلیاں:

صوفی محمد شفقت کے کی ممانی ماہ رمضان میں انتقال کر گئیں۔ نماز جنازہ صاحبزادہ محمد عاصم شریف نقشبندی صاحب نے پڑھائی۔ اللہ کریم مرحومہ کی بخشش ومغفرت فرمائے آمین۔

کاہلیاں:

جواں سال محمد افضال کینسر کے مرض میں مبتلا رہنے کے بعد ماہ رمضان میں انتقال کر گئے۔ اللہ کریم مرحوم کی بخشش ومغفرت فرمائے آمین۔

پنڈ میر گالہ:

حاجی محمد سعید صاحب کے سسر اور محمد شہزاد صاحب کے ماموں سردار محمد عربی انگلینڈ میں انتقال کر گئے مرحوم کی نماز جنازہ آبائی گاؤں پنڈ میر گالہ میں ادا کی گئی۔ اللہ کریم مرحوم کی بخشش و مغفرت فرمائے آمین۔

حیال میر گالہ:

محمد یاسر کے تایا جان محمد بنارس ماہ رمضان میں انتقال کر گئے نماز جنازہ صاحبزادہ محمد عاصم شریف صاحب نے پڑھائی۔ اللہ کریم مرحوم کی بخشش ومغفرت فرمائے آمین

پنڈوڑہ ہر دو:

راجہ محمد مزمل کے بہنوئی اور راجہ محمد نعیم کے والد گرامی خان اختر صاحب انگلینڈ میں انتقال کر گئے۔ مرحوم کی نماز جنازہ آبائی گاؤں پنڈوڑہ ہر دو میں خلیفہ حاجی محمد شریف نقشبندی صاحب نے پڑھائی۔ اللہ کریم مرحوم کی بخشش مغفرت فرمائے آمین